بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

میں خود کو بہت تنہا محسوس کر رہا ہوں ایک ایک کر کے میرے سارے چھتنار شجر مجھ سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اب ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں تنہا رہ گیا ہوں کڑی دھوپ ہے اور دور دور تک کوئی کہیں شجرِ سایہ دار نظر نہیں آ رہا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جانے کب میری زندگی کی شام ہو جائے، پھر ہو سکتا ہے کہ میں اپنے سے پہلے چلے جانے والوں کا شریک محفل ہو سکوں۔ ہاں میں مقروض ہوں اپنے استاد ابن صفی کی محترم ہستی کا اور اپنے مشفق و محترم استاذ بھائیوں کی طرح محبت کرنے والے جناب ڈاکٹر ابوالخیر کشفی کا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ان صاحبان علم و فن کا جو قرض مجھ پر واجب ہے وہ کیسے اتاروں۔ ایک نے مجھے قلم تھمایا اور دوسرے نے نہ صرف میری، بلکہ میرے قلم کی بھی راہ متعین کر دی۔ میں ان دونوں کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں شاید وہ کم ہی رہے۔

بہت دنوں سے پریشان تھا کہ میں ان محترم ہستیوں کا قرض کیسے ادا کر سکوں گا۔ گزشتہ دنوں ایک کتاب کی تلاش میں ایک گنج گراں مایہ میرے ہاتھ لگا اور میرے اندر اطمینان وسکون اترتا چلا گیا۔ یہ ابن صفی کی عمران سیریز کے چند ناول ہیں جن پر جناب ڈاکٹر ابوالخیر کشفی صاحب نے مطالعہ کے دوران اپنی تنقید و تخیص اپنے قلم کے جوہر پاروں سے سجا دیا یعنی ابن صفی کے ناولوں پر جناب ڈاکٹر کشفی صاحب اپنی رائے اور تنقید تحریر کرتے چلے گئے ہیں آج میں ان کے اُسی کام کو یکجا کر کے ایک کتاب کی صورت دینے کی کوشش کر رہا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ جیسے میرے ایک ہاتھ میں سورج اور ایک میں چاند آ گیا ہو۔

ابن صفی جن کے بارے میں بابائے اردو حضرت مولانا عبدالحق کا فرمانا تھا کہ ”اردو

زبان پر اس شخص کا بڑا احسان ہے'' اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ابن صفی صاحب نے اپنی تحریر کے ذریعے ایسے ایسے لوگوں کو اردو زبان کی طرف متوجہ کر دیا جو اردو کو پڑھنا ہی پسند نہیں کرتے تھے۔ جب ایسے لوگوں نے دیکھا کہ نوجوان کس ذوق وشوق سے ابن صفی کے ناول درسی کتب کے درمیان چھپا چھپا کر پڑھتے ہیں، تو غصے میں انہوں نے صرف یہ دیکھنے کے لئے کہ آخر یہ شخص ایسا کیا لکھتا ہے کہ نوجوان بوڑھے سب یکساں دیوانے ہیں اور جس نے ایک دفعہ، چاہے کسی طرح بھی غصے میں یا چاہت میں ابن صفی کا ناول اٹھالیا پھر اس کا ہاتھ ان کے ناولوں سے کبھی خالی نہ رہا' اردو اس دور کے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے بے اعتبار ہو چکی تھی ان کے خیال میں اردو میں صرف فحش ناول ہی لکھے جا رہے ہیں اور وہی لوگوں کی دلچسپی کا سبب بھی بنتے ہیں لیکن ابن صفی نے اپنے قلم سے وہ جادو جگایا کہ اچھے اچھے ان کے اسیر ہو گئے۔ وہ بھی جوان کی تحریروں میں کیڑے نکالا کرتے تھے مگر پڑھتے ضرور تھے چاہے منفی سوچوں کے ساتھ ہی سہی ان کی اسی مقبولیت کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے حضرت بابائے اردو کو یہ جملہ ادا کرنا پڑا تھا۔

اردو ادب کی بہت سی قد آور بلند و بالا شخصیات ابن صفی کے ناولوں کو پڑھتی تو تھیں لیکن اپنی باطنی منافقت کے ہاتھوں مجبور تھیں لیکن کچھ بلند قامت ادبی شخصیات ایسی بھی تھیں جن کا ظاہر و باطن منافقت سے پاک تھا ان میں جناب ڈاکٹر ابوالخیر کشفی' جناب مجنوں گورکھپوری' جناب فضل الحق قریشی' جناب تابش دہلوی' جناب سرشار صدیقی کا تو میں خود گواہ ہوں کہ ان حضرت نے ان کی تحسین میں کبھی کسی طرح کے بخل سے کام نہیں لیا اور برملا اپنی دلچسپی اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔

دراصل یہ کتاب تو ڈاکٹر ابوالخیر کشفی صاحب کی تنقید و رائے پر محیط وہ کام ہے جو انہوں نے ابن صفی کے مختلف ناولوں کے بارے میں دوران مطالعہ کیا ہے۔ اس سے جناب ڈاکٹر

صاحب کی ابن صفی کے ناولوں اور کام میں دلچسپی کا اظہار ہو رہا ہے وہیں ڈاکٹر صاحب نے ابن صفی کی شخصیت ان کے فن کے مختلف پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ابن صفی کی تحریروں میں ڈاکٹر صاحب نے جہاں ان کی ادبی تخلیقی صلاحیتوں اور اردو پر ان کی گرفت کی نشاندہی کی ہے وہیں ان کے حس مزاح اور طنزیہ پیرائے کو بھی نمایاں کیا ہے۔

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی صاحب جو ادب وتنقید کی ایک غیر متنازع بلند ترین قدآور شخصیت ہیں ان کی گرفت ادب کی تمام اصناف پر بھرپور ہے کیونکہ انہوں نے تمام اصناف ادب کو بھرپور انداز میں برتا ہے گو کہ شاعری ان کا موضوع خاص رہا ہے، نثر اور ہر قسم کی نثر چاہے وہ افسانوی ادب ہو، صحافتی ادب ہو، یا تنقیدی ادب، ان سب پر ان کا قلم بھرپور انداز میں رواں رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ایک منجھے ہوئے باذوق شخصیت کے مالک تھے ان میں باریک بینی، نکتہ شناسی، تخلیقی، دانش، لسانیاتی آگہی اور فکری خواص کے جواہر کوٹ کوٹ کر بھرے تھے ان کا علم وفن کسی ایک شعبے تک محدود نہیں تھا انہوں نے قرآنیات اور سیرتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت نگاری پر بھی طبع آزمائی کی ہے اور خوب کی ہے اور تنقید نعت میں لفظوں کے چراغ روشن کئے ہیں۔ اللہ نے ان کے قلم میں جو گداز وکشش عطا فرمائی تھی ان کا پڑھنے والا ان کی نعتیہ تحریروں میں عشق نبوی کی تڑپ کو محسوس کر سکتا ہے۔ اللہ نے انہیں تنقیدی دانش وشعور اور تخلیقی اسلوب خوب عطا کیا تھا۔ اسی لئے انہوں نے زندگی بھر اپنے عہد کی اعلیٰ ترین اقدار اور مقصدیت کے تحت اپنا ادبی فریضہ خوب ادا کیا اور آخری لمحوں تک کرتے رہے۔

کشفی صاحب کا کام اس قدر ہے کہ وہ کسی ایک کتاب میں نہیں سما سکتا۔ میری یہ ادنا سی کوشش ہے کہ میں ابن صفی سے متعلق جو رائے انہوں نے ان کے ناولوں پر قائم کی وہ سب تو نہیں جتنی ہو سکتی ہے یکجا کر دوں۔ امید ہے کہ ابن صفی صاحب کے محترم قارئین اور

استادوں کے استاد حضرت ابوالخیر کشفی صاحب کے چاہنے والوں کو کچھ نیا پڑھنے کو پیش کرسکوں۔ ابن صفی صاحب کے بارے، میں ڈاکٹر صاحب کی ایک تحریر سے اس کتاب کی ابتدا کرر ہا ہوں اس میں ابن صفی صاحب کی ذات اور اُن کے کام کے بارے میں کشفی صاحب کا تاثر اور تعلق دیکھا جاسکتا ہے۔

پہلے سوچا تھا کہ دونوں محترم شخصیات کے بارے میں الگ الگ سوانحی خاکے تحریر کروں شاید یہ میرا منصب نہیں ہے میری بس اتنی ہی کوشش ہے کہ کشفی صاحب نے جو کچھ اور جیسے ابن صفی کے بارے میں تحریر کیا ہے جو ابن صفی کی مختلف کتابوں میں پھیلا ہوا ہے اسے یکجا کردوں تاکہ محفوظ ہو جائے۔

یہ دونوں اپنی علمیت، ہنر وفن اور شخصیت کے اعتبار سے بہت بڑے لوگ تھے۔ یہ دونوں ہی ایسی شخصیت کے حامل تھے کہ جن کے خلا کو کوئی کسی طرح پر نہیں کرسکتا ہے نہ کر سکے گا، ہر لکھنے والے کا اپنا ایک الگ مقام ہوتا ہے۔ دونوں حضرات کا اپنا اپنا الگ الگ مقام ہے جو بہت بلند سے بلند تر ہے۔ میرے جیسے بہت سے بونے ہوں گے جو اس مقام کی خواہش تو کرتے ہوں گے لیکن پہنچ نہیں سکتے اور خواہش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ان دونوں ہی عظیم المرتبت شخصیات نے ہمیشہ خواہش کو کوششوں میں بدلنے کا درس دیا ہے کہ اسی سے علم اور علمیت کے مرتبے کا راستہ ملتا ہے۔ مجھے یہ اطمینان اور فخر حاصل ہے کہ مجھے دونوں ہی حضرات کی قربت، محبت، شفقت حاصل رہی یہی شاید میرا اعزاز بھی ہے اور فخر بھی۔

مشتاق احمد قریشی